اسلامک ریپبلک آف گیمبیا

دار السلام برونائی کے بعد گیمبیا بھی اسلامی شریعت کے نفاذ پر گامزن۔

احوال و تعلیقات

محمد زکریا خان

اب جبکہ برونائی اور گیمبیا جیسے چھوٹے ملک ایمانی جرات کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اور ان ممالک نے اپنے عوام مسلمانوں کی صحیح ترجمانی کرتے ہوئے اسلامی شریعت کے راستے کو اختیار کر لیا ہے۔ پاکستان جیسے بڑے ملک اس بات سے نہ شرمائیں اور اور اپنے برادر ملکوں کے نقش قدم پر چل کر اس ملک کے نظریے کو عملی جامہ پہنائیں۔

مغربی افریقہ کے ساحلی ملک گیمبیا کے صدر یحی جامہ نے دسمبر 2015 سے ملک میں اسلامی شریعت کے نفاذ کا اعلان کیا ہے۔ اس سے پہلے صدر یحی جامہ نے کومن ویلتھ سے علیحدگی کا اعلان کیا تھا۔ کومن ویلتھ کی سربراہی برطانیہ کرتا ہے۔

جو لوگ مغربی میڈیا سے متاثر ہیں وہ گیمبیا کے صدر کے اس بیان کو دیوانے کی بڑ سے تعبیر کر رہے ہیں۔ وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ یحی جامہ ایسے ظریف قسم کے بیانات دیتے رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے ایڈز جیسی مہلک بیماری کے علاج کی بابت یہ اعلان کیا تھا کہ گیمبیا نے اس مرض کا علاج جڑی بوٹیوں سے دریافت کر لیا ہے۔

گیمبیا میں اسلامائزیشن کا معاملہ جڑی بوٹیوں جیسا نہیں ہے۔ سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ گیمبیا کی اقتصادیات کا بہت کچھ انحصار مغربی سیاحوں کی آمد پر ہے۔ گیمبیا کے سفید ساحل سیاحت کے لیے زبردست کشش رکھتے ہیں۔ خاص طور پر برطانیہ کے سیاح یہاں کا بہت زیادہ

رخ کرتے ہیں۔ اسلامائزیشن کا مسئلہ ایک اور وجہ سے بھی سنجیدہ ہے کہ پچھلے سال صدر یحی کی غیر موجودگی میں دو امریکی شہریوں نے فوج کے ایک حصے کے ساتھ مل کر حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی تھی۔ یحی جامہ کے وفادار سپاہیوں نے اس بغاوت کو ناکام بنا دیا تھا۔ صدر کو ہنگامی طور پر بینجول (دار الحکومت) واپس آنا پڑا۔ صدر یحی جامہ نے اس بغاوت کے پیچھے امریکہ اور مغربی ملکوں کو الزام دیا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ یہ سازش سینگال کی مدد سے تیار کی گئی تھی۔

معاملہ اگر جڑی بوٹیوں جیسا ہے تو پھر گیمبیا کا تختہ الٹنے میں کسی ملک کی کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ کومن ویلتھ سے جو مراعات ملتی ہیں ان سے دستبردار ہونے کا فیصلہ کیوں کیا ہے۔ اور سب سے زیادہ مغرب کی طرف سے بذریعہ سیاحت جو زر مبادلہ حاصل ہوتا ہے اس کی قربانی کیوں دی جا رہی ہے۔ گیمبیا غریب ملکوں کی نچلی ترین سطح پر ہے۔ اسلامائزیشن کے اعلان سے البتہ اب اعلی ترین سطح پر آگیا ہے تبھی تو محض اس امکان کی وجہ سے پچھلے سال ان کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش ہوئی تھی۔ یحی جامہ کی سنجیدگی ایک اور امر سے بھی ظاہر ہے۔ گیمبیا میں اسلامائزیشن کا اعلان انہوں نے ٹھیک اس مہینے میں کیا ہے جب پچھلے سال 14 دسمبر کو ان کا تختہ الٹنے کی سازش کی گئی تھی۔ 11 دسمبر کا دن شاید جمعہ کی برکت کی وجہ سے چنا گیا ہو ورنہ 14 دسمبر کو اعلان ہوتا جس دن تختہ الٹنے کی سازش ہوئی تھی۔ معاملے کی صحیح تصویر سمجھنے کے لیے ہمیں ذرا پیچھے جانا پڑے گا۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ہمیں اس ملک کے بارے میں بنیادی معلومات سے آگاہی ہو۔

مغربی افریقہ کے بڑے ملک سینگال نے گیمبیا کو تین اطراف (مشرق شمال اور جنوب) سے گھیر رکھا ہے۔ ملک کی مغربی سرحد بحر اوقیانوس سے ملتی ہے۔ یہ وہی ساحل ہیں جہاں کے سفید ریتلے مناظر مغربی سیاحوں کو یہاں کھینچ لاتے ہیں۔ دو ملین (بیس لاکھ) سے کم آبادی پر مشتمل یہ ملک بر اعظم افریقہ کا سب سے چھوٹا ملک ہے۔ اس کا موازنہ اگر پاکستان سے کیا جائے تو یہ رقبے میں پاکستان سے ستر گنا کم قریب غرب الہند کے جزیرہ جمیکا کے

برابر ہے۔ برطانوی استعمار سے 18 فروری 1965ء کو آزاد ہوا تھا۔ اب تک گیمبیا کے دو صدر ہوئے ہیں جس کا تذکرہ آگے آئے گا۔ گیمبیا کا دریا جسے دریائے گیمبیا کہتے ہیں ملک کے وسط میں بہتا ہے۔ مشرق سے بہتا ہوا یہ مغرب میں بحر اوقیانوس میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ دریا اور اس کے کنارے کے ساتھ جنگلات ہوٹل اور دوسری دلکش عمارتیں بھی سیاحوں کو یہاں کھینچ لاتی ہیں۔ یہ دنیا کے ان چند دریائوں میں سے ایک ہے جہاں جہاز رانی ہو سکتی ہے۔ دریائے سندھ کی طرح گیمبیا دریا بھی اس ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی طرح اہم ہے۔ دریا کی دونوں جانب آبادی ہے اور اکثر کاروبار دریا اور سمندری پیداوار سے جڑے ہیں۔

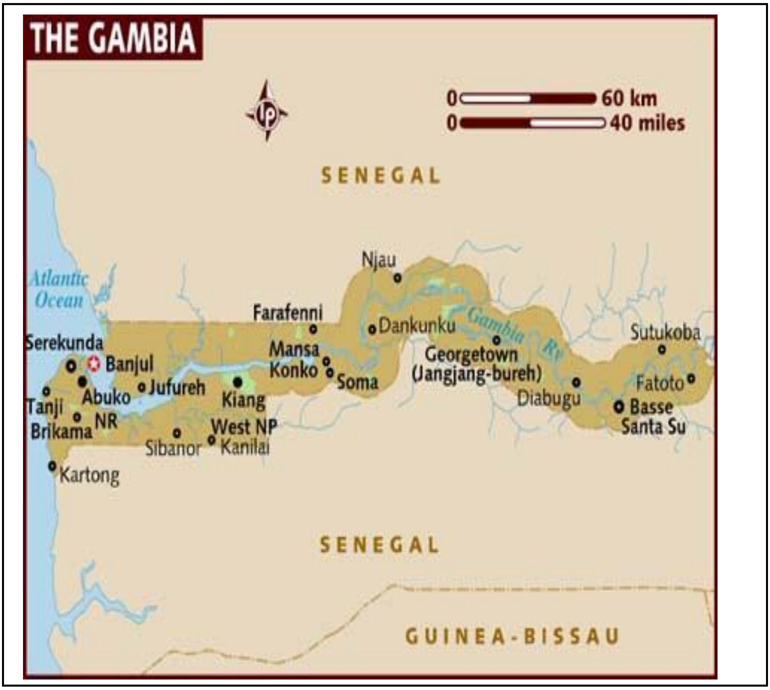

ملک کی ساری اراضی قابل کاشت نہیں ہے۔ جو زمینیں آباد ہیں وہاں مونگ پھلی کی کاشت ہوتی ہے۔ اس فصل کے علاوہ دوسری فصلیں جیسے باجرہ وغیرہ قابل ذکر زرعی پیداوار

میں شمار نہیں ہوتی ہیں۔ گلہ بانی بھی اس ملک کے مسلمانوں کا اہم پیشہ ہے۔ ملک کی اقتصادیات کا انحصار سیاحت اور بیرونی امداد پر ہے جس کے اب متاثر ہونے کا امکان ہے۔

یہاں کے طاقتور بازو اور مردوں کے چوڑے چکلے سینے ہمیشہ برطانیہ کے لیے بالخصوص اور یورپ کے لیے بالعموم اہم رہے ہیں۔ ماضی میں ان جوانوں کو غلامی میں جکڑنے کے لیے یورپی سیاح آتے تھے تو آج سیاحت اور جنس کی ماری میمیں ہمارے نیگرو جوانوں کو بے راہ روی میں مبتلا کرنے کے لیے یہاں آتی ہیں۔ غریب نیگرو شہریت کے لیے یا دو وقت کی اچھی غذا کے لیے میم کے تعفن کو برداشت کرتا ہے۔ وہ دن دور نہیں جب ہمارا جوان عفت کے راستے پر چلتے ہوئے اس شیطانی چکر سے نکل جائے گا۔ یہ سرزمین پہلے پندرھوی صدی میں پرتگالیوں کی آماج گاہ بنی۔ ان کی دیکھا دیکھی فرانسیسی اور برطانوی اوباش بھی مہم جوئی پر نکل پڑے۔ بہت جلد پرتگالی تو بے دخل کر دیے گئے لیکن فرانس اور برطانیہ میں دریائے گیمبیا کے گرد و پیش میں ٹھنی رہی۔ ملک کی بے تکی تقسیم اس ہوس کی وجہ سے کئی مرتبہ ہوئی۔ دوسری جنگ عظیم میں گیمبیا اتحادی ظالموں کا ایک اہم عسکری مرکز رہا تھا۔ جنگ کے بعد برطانیہ کو جہاں اپنی بہت ساری نو آبادیات سے دست بردار ہونا پڑا وہاں 1965ء میں گیمبیا بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔

آزادی کے بعد ملک میں انقلاب سے پہلے ایک ہی پارٹی حاکم چلی آ رہی تھی۔ People's Progressive Party (PPP) کی قیادت سابق صدر داودا جابرا Dawda Jawara کے پاس رہی ہے۔ سابق صدر جابرا کے اسلامی اقدار کی طرف لوٹنے کا واقعہ عالم اسلام میں نہایت قدر سے دیکھا گیا ہے۔ پہلے وہ اپنے نام کے ساتھ ڈیوڈ لگاتے تھے۔ 70 کی دہائی میں انہوں نے David کو داؤد سے شعوری طور پر بدل دیا۔ سابق پہلے وزیر اعظم اور پھر صدر جابرا میں نام اور رویے کی تبدیلی کو بعضوں نے یہ سمجھا ہے کہ جابرا ایک نو مسلم ہیں۔ ایک انٹرویو میں اسلامی اقدار کی طرف لوٹنے کا سبب بتاتے

ہوئے انہوں نے کہا تھا: كان الصوت يخرج من داخلي يقول لي عد إلى الطفل البريء الذي كان يجلس بين أيدي شيوخه ومعلميه يتلو القرآن (میرے ضمیر سے ہمیشہ ایک آواز نکلتی تھی۔ لوٹ اپنے معصوم بچپنے کی طرف۔ جب وہ مولوی صاحب اور ماسٹروں کے سامنے بیٹھا قرآن پڑھا کرتا تھا)

گیمبیا میں تبدیلی اب کی نہیں پہلے سے چلی آئی ہے۔ اس کی بنیاد وہاں کے قائد اعظم داوداجابرا نے رکھ رکھی ہے۔

نوجوان آرمی افسر یحی جامہ نے 1994ء میں بدعنوانی کو بنیاد بنا کر تیس سال سے قائم پی پی پی کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ یحی جامہ کا پورا نام الحاج یحی عبد العزیز ناصر الدین جامہ ہے۔ (اکثر عربی سائٹ پر انہیں جامع لکھا گیا ہے)

انقلاب کے بعد سے اب تک صدر جامہ گیمبیا کے سربراہ چلے آرہے ہیں۔ وہ ایک اعتدال پسند انسان کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ انہوں نے حکومت کے خلاف کو کیا تھا لیکن یہ ایک پر امن انقلاب تھا۔ سوائے سابق پارٹی کے سیاسی معمولات پر پابندی کے انہوں نے کسی کو انتقام کا نشانہ نہیں بنایا۔ پچھلے سال جب دو امریکی شہریوں نے آرمی آفیسر سے مل کر تختہ الٹنے کی کوشش کی تھی اس میں بھی جو تین لوگ سکورٹی ادارے سے مقابلے میں مارے گئے کسی اور کو قتل نہیں کیا گیا۔ ایک لمبے عرصے سے وہاں کوئی پھانسی کا واقعہ نہیں ہوا۔

صدر جامہ نے کچھ عرصے سے اسلامائزیشن کی طرف سنجیدہ اقدامات کیے ہیں۔ عربی زبان کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ کومن ویلتھ سے نکلتے ہوئے انہوں نے کہا تھا کہ اس سے استعمار کی یادوابستہ ہے اس لیے ہم اس کا حصہ نہیں رہنا چاہتے۔

ملک میں اسلامی شریعت کے اعلان کے بعد صدر جامہ نے بہت کچھ داؤ پر لگا دیا ہے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ معمر قذافی کی طرح یہ میڈیا میں رہنے کی کوئی تدبیر ہے۔ ایک ویب

سائیٹ الالوکة نے ملک کے نامور عالم دین شیخ ابو بکر سید دابو کا انٹرویو نشر کیا ہے۔ شیخ نے بتلایا ہے کہ ہم ایک عرصے سے اسلام کی تعلیمات پر گامزن ہیں۔ آپ ہمارے ہاں خواتین میں پردے کے بڑھتے ہوئے رجحان سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے لیے اسلامی شریعت کتنی اہم ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ عربی پڑھنے کا رجحان بھی بتدریج بڑھ رہا ہے۔ جامعہ ازہر اور سعودی عرب سے انگریزی ترجمے والے قرآن مجید کے جتنے نسخے یہاں ہدیتاً بھیجے جاتے ہیں وہ یہاں کی ضرورت کے لیے کم پڑ جاتے ہیں۔ شیخ نے مصر سعودی عرب اور کویت کے کردار کو بھی سراہا ہے۔

یاد رہے کہ برادر ملک ترکی نے عسکری تربیت میں صدر جامہ کی مدد کی ہے۔ اس سے پہلے لیبیا یہ مدد فراہم کرتا رہا ہے۔

ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ کوئی دیوانے کی بڑ والا معاملہ نہیں رہنا چاہیے۔ ایک قدم وہ بڑھے ہیں تو چند قدم بڑھنا عالم اسلام کی ذمہ داری ہے۔ اسلامی عمل میں شریک نوجوانوں اور سرگردہ اداروں سے التماس ہے کہ واقعات کو آئیڈیل کے طور پر دیکھنے کی بجائے حقائق اور توقعات کی نظر سے دیکھیں۔ بیس لاکھ سے بھی کم آبادی اور ایک بڑے شہر کے برابر رقبے والے ملک سے آپ کتنی بڑی توقع رکھ سکتے ہیں۔ اس تناظر میں بذریعہ ترکی جتنی مدد ہو سکے ہمیں اپنے بھائیوں کو خود مختار اور باوقار بنانے پر فراہم کرنا چاہیے۔